

## 14250- کسی بھی شخص سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہم پر کیوں واجب ہے؟

سوال

ہم پر یہ کیوں واجب کیا گیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہاد رجے کی اطاعت، محبت، اتباع اور احترام اپنائیں؟ یعنی سب سے بڑھ کر آپ کے ساتھ محبت، اطاعت، اتباع اور احترام کریں۔

پسندیدہ جواب

- اللہ تعالیٰ نے ہم پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واجب کی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**[وَأَطِّبُوا لَهُ وَأَطْبِبُوا إِلَيْهِ وَأَذْرِرُوا فِيَقْانَ تَوْلِيقْشَمْ قَاعِلَمُوا أَنْجَا عَلَى رَسُولِيَّ إِنْجَلِغُ أَنْجِينَ].**

ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، نیز متنبہ رہو، پس اگر تم روگردانی کرو تو جان لو کہ ہمارے رسول کی ذمہ داری صرف واضح تبلیغ ہے۔ [النادہ: 92]

2- اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتلایا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

**[إِنَّمَا نُطِّبُ إِلَيْهِ الْمُؤْمِنُونَ هَذِهِ أَطْعَامُ اللَّهِ وَمَنْ تَوَلَّ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ].**

ترجمہ: جو رسول کی اطاعت کرے تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جو روگردانی کرے تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنانا کرنیں بھیجا۔ [النساء: 80]

3- اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے بے رخی اختیار کرنے سے خبر دار فرمایا، اور یہ قرار دیا کہ اس سے انسان کیں شرک جیسے فتنے میں بتلانہ ہو جائے، چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

**[لَا يَحْمِلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ يَنْهَا مَنْ كَذَّبَهُمْ بَعْصُهُمْ بَخْسَأَهُمْ لَيَعْلَمُ اللَّهُ أَلَّا يَذِرُ الَّذِينَ يَتَّكَلَّلُونَ مِنْهُمْ لِوَدَّ أَفْلَقَهُ الَّذِينَ يَكْلُلُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبُهُمْ فَتَرَأَّهُمْ أَوْ تُصِيبُهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ].**

ترجمہ: تم رسول کے بلا نے کو ایسا بلا وانہ بنا لو جیسا کہ تمہارا آپس میں ایک دوسرا کو بلا دے، تم میں سے نظر پچا کر چکے سے سرک جانے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ پس جو لوگ حجم رسول کی غافلگت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ انہیں کوئی فتنہ [شرک] دبوچ لے یا انہیں دردناک عذاب پہنچ جائے۔ [النور: 63]

نیز یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مقام نبوت اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا ہے اس کا مومنوں سے تقاضا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل احترام کریں اور تنظیم بجالائیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**[إِنَّمَا أَرْسَلَنَا شَاهِدًا وَبَقِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُغَزِّرُوهُ وَتُقْرِبُوهُ وَتُشْجِعُوهُ بِنُجُوذٍ وَأَصْلَالٍ].**

ترجمہ: یقیناً ہم نے آپ کو گواہ، خوش خبری دیئے والا اور ڈرانے کا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ تم [خاطب لوگوں] اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاو اور اس کی مدد کرو، اس کا احترام کرو اور اللہ تعالیٰ کی صح و شام تسبیح بیان کرو۔ [الفتح: 8-9]

4- کسی بھی مسلمان کا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کے بغیر مکمل ہی نہیں ہو سکتا، بلکہ اس وقت تک مومن کا ایمان کامل نہیں ہو گا جب تک اس کے نزدیک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اپنے والد، اپنی اولاد، خود اپنی ذات اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: (تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوستا جب تک میں اس کے ہاں اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محظوظ نہ ہو جاؤ۔) اس حدیث کو امام بخاری: (15) اور مسلم: (44) نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، اسی اثنائیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ میرے ہاں ہر چیز سے محظوظ ہیں، لیکن میری اپنی ذات سے زیادہ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (نہیں!) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تک میں تمیں اپنی جان سے بھی زیادہ محظوظ نہ ہو جاؤ۔ (تو اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اسی بات ہے تو ابھی سے ہی: اللہ کی قسم! آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محظوظ ہیں۔ تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عمر! اب بات بھی۔) اس حدیث کو بخاری: (6257) نے روایت کیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کستہ میں:

"کسی بھی شخص سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی کوئی بھی نیزہ ممکن اگر لے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کی ایتیاع کے ذریعے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حصول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایتیاع کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے، عذاب سے نجات اور حصول رحمت دونوں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان، آپ سے محبت، اور آپ کی ایتیاع کی بدولت ہی ممکن ہیں۔ اسی شخص کو اللہ تعالیٰ دنیاوی اور آخروی عذاب سے نجات عطا فرمائے گا جو ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہو گا، اور اسی کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی خیر عطا کرے گا۔"

توبہ سے عظیم اور مفید ترین نعمت، ایمان کی نعمت ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بغیر ممکن ہی نہیں؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہر شخص کے لیے اس کے جان اور مال سے زیادہ مفید اور خیر خواہ ہے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اللہ تعالیٰ اس شخص کو اندر چیزوں سے نور کی طرف نکالتا ہے، نجات کا راستہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی ہیں؛ کیونکہ انسان کی اپنی جان اور اہل خانہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بچانے کے لیے ناکافی میں۔۔۔ "ختم شد

"مجموع الفتاویٰ" (27/246)

کچھ اہل علم یہ بھی کہتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت بندے کو کفر کے اندر چیزوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاکھر افرمایا؛ تو اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حاصل ہونے والے فوائد پر غور و فخر کرے تو اسے معلوم ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کی سرمدی نعمتوں میں دائیٰ بتا کے باعث ہیں، اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاصل ہونے والا فائدہ دیکھ رہے قسم کے فوائد سے زیادہ بڑا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے حقدار ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بھی بقیہ تمام چیزوں سے زیادہ ہو۔ لیکن لوگ اس بات کو ذہن میں اجاگر کرنے کے بارے میں مختلف درجات رکھتے ہیں پہنچا سے ہر وقت ذہن نشین رکھتے ہیں تو کچھ غالباً ہو جاتے ہیں۔ تجویش شخص بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ایمان رکھتا ہے وہ ہر حالت میں کچھ نہ کچھ اس ترجیحی محبت کا احساس اپنے دل میں ضرور رکھتا ہے، لیکن سب کے سب لوگ اس محبت میں یکساں نہیں ہیں؛ چنانچہ کچھ لوگوں کو اس احساس اور محبت کا وافر حصہ نصیب ہوتا ہے اور کسی کو معمولی حصہ اسی کے حصے میں آتا ہے جو ہر وقت شوت میں ڈوبتا ہو، اکثر اوقات غالباً رہے، تاہم ان میں سے بھی کئی ایسے ہوتے ہیں جب ان کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا اتنا مشائق ہو جاتا ہے کہ اگر ایک نظر کے لیے اپنے مال و دولت، اولاد اور والد کے عوض بھی اس دیدار کو ترجیح دیتی پڑے تو گریزنا کرے، لیکن یہ جذبات زیادہ دیر نہیں رہتے؛ کیونکہ یہ شخص تسلسل سے غفلت میں ملوٹ ہے۔ واللہ المستعان۔

ویکھیں: فتح الباری: (1/59)

اسی معنی کی طرف اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اشارہ کرتا ہے: **(اللَّهُ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنَ الْكُفَّارِ)**. ترجمہ: نبی مومنوں کے ہاں ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں۔ [الاحزاب: 6]

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے بارے میں شفقت اور خیر خواہی کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو خود مونوں کی جانوں سے زیادہ حقدار بنا دیا، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ اہل ایمان کے ہاں ان کے اپنے انتخاب پر بھی مقدم ہوتا ہے۔" ختم شد  
تفسیر ابن کثیر : (6/380)

اسی طرح ایشؑ بن سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایسا خبر دی ہے کہ جس کی روشنی میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام، مرتبہ اور حالت کو پچان کر پھر اسی کے تقاضوں کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {الَّذِي أَوْلَى بِالنُّورِ مِنْ مَنْ أُنْشِئَ} ترجمہ: نبی موسیٰ کے ہاں ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حقدار ہیں۔ [الاحزان: 6] تو انسان کے قریب ترین اور انسان کے ہاں سب سے زیادہ حق انسان کی اپنی ذات کا ہوتا ہے، لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اپنی ذات سے بھی زیادہ قرار دیا؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسوں کی اتنی خیر خواہی کی ان پر اتنی شفقت اور رزمی فرمائی کہ اس تعامل کی وجہ سے آپ امت پر سب سے زیادہ مشفقت اور رزمی کرنے والے قرار پائے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت پر کسی بھی محسن مخلوق سے بڑے محض ہوئے؛ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ پوری امت کو ذرہ برابر بھی خیر پہنچنے یا ذرہ برابر بھی نقصان سے محفوظ رہیں تو اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وجہ اور سبب ہیں۔ امداد ہرامتی پر واجب ہوا کہ جب ذاتی خواہش، یا چیزیں لوگوں کی خواہش کا تصادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ساری مخلوق کی محبت سے مقدم رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے پہلے کوئی فیصلہ مت کریں نہ ہی آپ کے سامنے آگے بڑھیں" ختم شد

اس مسئلے کو نجھارنے کے لیے اہل علم کی مندرجہ بالا گفتگو کا غلاصہ یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ کا غصب اور جسم دنوں ہی انسان کے لیے سب سے زیادہ خوفناک چیزیں ہیں، ان سے بچاؤ کا ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے بغیر ممکن نہیں ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت دنوں ہی انسان کے لیے سب سے زیادہ مرغوب چیزیں ہیں، اور یہ دنوں ہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

تو پہلی بات کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان میں اشارہ فرمایا کہ: (میری اور تمہاری مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ بلائی، جب اس کے چاروں طرف روشنی ہو گئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں گرنے سے روکنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آتے اور آگ میں گرتے رہے۔ اسی طرح میں تمہارے ازار بند والے حصے کو پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور لیکن تم میرے ہاتھوں سے پھسل کر آگ میں گرتے ہو۔) اس حدیث کو امام مسلم : (2285) نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے؛ جبکہ یہی حدیث صحیح بخاری : (3427) میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مخالفوں، اپنی ہوس پرستی کی غلامی میں آکر آخرت کی آگ میں گرنے والوں کے لیے تشبیہ کا ذکر فرمایا کہ نافرمان لوگ کس طرح خود سے چاہتے ہیں کہ آگ میں گریں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گرنے سے روک رہے ہیں، اور انہیں پکڑ کر بچانے کی کوشش کر رہے ہیں، ان لوگوں کو آگ کے پنگوں اور کیڑوں مکوڑوں سے تشبیہ اس لیے دی کہ وہ کس طرح دنیا کی آگ میں گرنا پسند اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں نتائج کا علم نہیں ہے، اور وہ من مانی میں نقصان وہ چیز اور مفید چیز میں تفریق نہیں کرپاتے۔ ختم شد

شرح مسلم، امام نووی رحمہ اللہ

اور دوسری بات کی طرف اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں موجود ہے کہ : (میری ساری کی ساری امت جنت میں داخل ہو گئی، سو اتنے ان لوگوں کے جوانکار کر دیں۔) صحابہ کرام نے کہا : جنت میں جانے سے انکاری کون ہے ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔) صحیح بخاری : (7280) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے -

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔